شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ　　　ترجمہ مولانا سیف الرحمٰن الفلاح بی۔اے

شرک کی تمام اقسام کی عام ممانعت

قسط ۱۱

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے شرک سے منع فرمایا خواہ خفی ہو یا جلی، کبیرہ ہو یا صغیرہ۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت متعدد الفاظ سے نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ کبھی فرمایا کہ طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرو۔ کبھی نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور نمازِ عصر پڑھنے کے بعد سورج غروب تک نماز کی ممانعت فرمائی اور کبھی فرمایا جب سورج نکلتا ہے تو یہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے کفار کی مشابہت ہوتی ہے۔ وہ اس وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان اس وقت سورج کے ساتھ ہوتا ہے تاکہ اسے سجدہ ہو۔ جب ایسے امور کا یہ حال ہے تو جو بالکل واضح اور ظاہر باہر شرک ہے اور کفار کی مشابہت ہے اس کا کیا حال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ اہل کتاب سے مخاطب ہوکر ان کو اسلام کی دعوت دیں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران ع)

اے اہل کتاب! تم ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے ماسوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک

نہ بنائیں اور اللہ کے ماسوا کسی کو رب نہ بنائیں (اگر وہ آپ کی بات مان لیں تو فبہا لیکن) اگر وہ روگردانی کریں اور آپ کی باتوں سے منہ پھیر لیں تو ان کو بتا دو کہ تم اس امر پر گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو (اللہ کے) فرمانبردار ہیں (ہم نے تو ایک خدا کو مان لیا اور ہم اس کا کوئی شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس کی ممانعت اس لیے فرمائی کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے کیونکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور صلحاء کو رب تصور کرتے تھے۔ لیکن ہم کو ایسا کام کرنے سے منع کیا گیا۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور صحابہ کرام کی ہدایت سے روگردانی کرتا ہے اور تابعین کی ــــ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب اچھی طرح پیروی کرنے والے تھے۔ ہدایت کو چھوڑ کر نصاریٰ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کا تارک ہے۔

شرک کی چھوٹی چھوٹی اقسام

قائل کا یہ کہنا کہ میری حاجت اللہ کی برکت اور آپ کی برکت سے پوری ہوگی تو یہ بات شرعی لحاظ سے غلط ہے کیونکہ اللہ کے ساتھ ایسے امور میں کسی کو شامل کرنا جائز نہیں چنانچہ کسی شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ما شاء اللہ وشئت" یعنی جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔

اس کی یہ بات سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے اللہ کا شریک بناتے ہو؟ بلکہ تم یوں کہو "ما شاء اللہ وحدہ" یعنی جو صرف اللہ چاہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔

لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء محمد۔

تم ایسے مت کہو کہ جو اللہ اور اس کا رسول چاہے بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ چاہے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہے[1]

ایک حدیث میں مذکور ہے کہ کچھ مسلمانوں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم اچھے لوگ

---

[1] فتح المجید ص ۱۰۰ بحوالہ نسائی۔

ہو مگر تم شرک کرتے ہو۔ یعنی تم کہتے ہو" جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں"
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہنے سے منع فرمایا۔

ایک صحیح حدیث میں حضرت زیدؓ بن خالد سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات کو بارش ہو گئی اور زمین پر کیچڑ ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اس کیچڑ میں ہی پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر دریافت کیا۔ کیا تمھیں علم ہے کہ آج تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا؟ وہ کہنے لگے ہمیں اس کا کیا علم۔ اس بات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے کچھ بندوں نے مجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور کچھ بندوں نے کفر کرتے ہوئے صبح کی۔ جس نے یوں کہا کہ ہم اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے بارش برسائے گئے تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور اس نے ستاروں کے ساتھ کفر کیا لیکن جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے اثرات سے بارش ہوئی تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

یاد رہے وہ اسباب جو اللہ عزوجل نے کسی کام کے لیے مقرر کیے ہیں ان کو اختیار کرنا اللہ کا شریک اور ساجھی شمار نہیں کیا جاتا (مثلاً کبھی بیمار کا کسی ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرانا یا کسی نیک یا صالح انسان سے اس کی زندگی میں اس سے دعا کرانا وغیرہ)

"میرا کام شیخ کی برکت سے ہوا"

یہ لفظ مجمل ہے یہ وضاحت کا طالب ہے

قائل کا یہ کہنا کہ شیخ کی برکت سے یہ کام سرانجام ہوا۔ اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی دعا سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ چنانچہ سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا غائب کے حق میں ہے۔ بعض اوقات برکت شیخ سے مراد جو اس نے رشد و ہدایت کا حکم دیا اور تعلیم دی اور بعض اوقات برکت سے مراد حق کی خاطر اس کی اعانت اور دینِ متین میں اس کی مدد وغیرہ ہوتی ہے۔ یہ تمام معانی درست ہیں۔ بعض اوقات اس سے مراد اس کا بیست اور غائب کو پکارنا ہوتا ہے۔ اس وقت شیخ کی تاثیر مستقل مراد ہوتی ہے یا ایسا فعل ہوتا ہے جسے کرنے سے وہ عاجز ہوتا ہے یا اس پر اسے قدرت نہیں ہوتی۔

یا اس کا قصد نہیں کرتا تو ایسی صورت میں اس کی اتباع اور اطاعت بدعات میں سے ہے اور باطل ہے۔ وہ امر جس میں کوئی شک وشبہ نہیں یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور دوسرے مومن بھائی کے لیے دعا کرے وغیرہ۔ دنیا و آخرت میں یہی مفید امر ہے۔ یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

کیا قطب غوث ایک جامع الصفات ہستی ہوتی ہے؟

سائل کا یہ سوال کہ کیا قطب غوث ایک جامع الصفات ہستی ہوتی ہے؟ تو کچھ لوگوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ لوگ دین اسلام کی تفسیر اور توضیح باطل اور غلط امور سے کرتے ہیں جیسے بعض لوگوں نے غوث کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے کہ غوث ایک ہستی کا نام ہے کہ اس کے واسطہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے اور ان کو رزق دیا جاتا ہے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ فضائے آسمانی میں اڑنے والے فرشتے اور سمندر میں تیرنے والی مچھلیوں کی اس کے واسطہ سے مدد ہوتی ہے۔

تو یہ بات نصاریٰ کی بات کے مشابہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسا سمجھتے ہیں اور غالی شیعہ حضرت علیؓ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ واضح کفر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو توبہ کی ترغیب دلائی جائے۔ اگر اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرے تو فبہا ورنہ اسے قتل کیا جائے۔ کیونکہ مخلوقات میں سے کوئی فرشتہ یا کوئی انسان مخلوق کی امداد کے لیے واسطہ نہیں بن سکتا۔ اس لیے اہل فلسفہ جو "عقول عشرہ" کے متعلق گمان کرتے ہیں کہ وہ فرشتے ہیں اور نصاریٰ جو حضرت مسیح علیہ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس جیسے دیگر اقوال سب صریح کفر ہیں۔ تمام مسلمانوں کا اس فتویٰ پر اتفاق ہے

اسی طرح اگر غوث سے مراد وہ ہو جو بعض لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر وقت زمین پر تین سو دس سے کچھ اوپر اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کو نجباء کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ستر کا انتخاب کیا جاتا ہے جو نقباء کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے چالیس ابدال کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ پھر ان ابدال میں سے سات قطب ہوتے ہیں اور ان میں سے چار کو اوتاد کا مقام ملتا ہے اور ان چار میں سے صرف ایک غوث کے مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچتا ہے، وہ ہمیشہ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوتا ہے۔ جب اہل زمین کسی مصیبت کے

پنجہ میں پھنس جاتے ہیں خواہ تنگی رزق ہو یا نصرت و اعانت سے محرومی ہو تو وہ ان تین سو دس سے کچھ زائد اشخاص کی طرف بھاگے بھاگے جاتے ہیں۔ یہ اپنے سے پسندیدہ ستر اشخاص کی طرف دوڑتے ہوئے جاتے ہیں اور یہ اپنے سے منتخب چالیس اشخاص کی طرف رجوع کرتے ہیں اور چالیس سات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور سات اپنے سے منتخب چار کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ چاروں ایک شخص کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جسے غوث کہتے ہیں۔ یہ اس سے دستگیری اور اعانت کا سوال کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے ان کی تعداد، اسماء اور مراتب میں کچھ کمی بیشی بیان کی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ دورِ حاضر کے غوث کے نام ایک سبز ورق میں خانہ کعبہ پر نازل ہوتا ہے جس میں یہ بھی ذکر ہوتا ہے کہ اس زمانہ کا خضر فلاں شخص ہے۔ یہ بات اس شخص کے قول کے مطابق ہے جو کہتا ہے کہ خضر کسی خاص انسان کا نام نہیں بلکہ ایک مرتبہ ہے اور ہر زمانے کا ایک خضر ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں ان کے دو اقوال ہیں اور دونوں ہی باطل پر مبنی ہیں۔

کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں اس کا قطعاً سراغ نہیں ملتا۔ سلف صالحین اور ائمہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ اسی طرح مشائخ متقدمین میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ سید الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اپنے زمانہ میں تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ تھے اور یہ سب آخری ایام میں مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ کے غلام ہلال کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سات قطب میں سے ایک یہ تھے۔ اس کے متعلق ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں جو اہل علم کے نزدیک موضوع ہے۔ اس امر میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بعض احادیث ذکر کی ہیں اور شیخ ابو عبدالرحمن سلمی نے اپنی بعض تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان احادیث سے آپ کو دھوکا نہ ہو جائے کیونکہ اس میں صحیح، حسن، ضعیف، موضوع اور مکذوب سبھی قسم کی حدیثیں ہیں۔ اور ان احادیث کے موضوع اور مکذوب ہونے کے متعلق علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ وہ

بالاتفاق ان کو موضوع اور مکذوب کہتے ہیں۔

دراصل معاملہ یہ ہے کہ بعض اہل حدیث کے بیان کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جو کچھ سنا اسے بیان کر دیا۔ صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے اور تحقیق کی کسوٹی پر پرکھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہ تھا۔ ابونعیم اور ابوعبدالرحمن سلمی کا شمار بھی ان میں سے ہوتا ہے جب کہ اکثر اہل حدیث ایسی حدیثیں بیان کرنے سے گریز کرتے تھے اور ہر حدیث پر نقد و جرح کرنے کے بعد اسے قبول کرتے تھے۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فھو احد من الکاذبین۔[1]

جو شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ اسے علم ہے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ کاذب گروہ میں سے ہے۔

الغرض یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ مسلمانوں پر جب مصائب نازل ہوتی تھیں جیسے قحط سالی میں استسقاء کی دعا کرنا، رزق کی کشادگی کی دعا کرنا، کسوف میں دعا کرنا اور مصیبت سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے دعا کرنا وغیرہ تمام امور میں وہ صرف اللہ وحدہٗ لا شریک کو یاد کرتے تھے۔ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ مسلمانوں کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ اپنی حوائج کے موقعہ پر غیر اللہ کی طرف رجوع کریں بلکہ زمانہ جاہلیت میں مشرک لوگ بھی بلاواسطہ اللہ کو پکارتے تھے اور اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا تھا۔ بھلا غور کیجیے، توحید کے عقیدہ پر قائم مسلمان کی دعا ان لوگوں کے واسطہ کے بغیر قبول نہیں کر سکتا؟ یہ ایسی بات ہے کہ اس کے متعلق اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ (یونس ع)

جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو لیٹا ہوا، کھڑا ہوا اور بیٹھا ہوا (یعنی ہمہ حال میں) ہمیں یاد کرتا ہے۔ جب ہم اسے مصیبت کے منہ سے نجات دیتے ہیں تو ہمیں بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بزرگ کے فلاں سجادہ نشین

---

[1] الترغیب جلد اول صفحہ ۱۱۱ بحوالہ مسلم۔

نے ہمیں نجات دی) وہ یوں گزر جاتا ہے گویا کہ تکلیف اور مصیبت کے موقعہ پر اس نے ہمیں پکارا ہی نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل ع)

جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت گھیر لیتی ہے (یعنی کشتی موجوں کے تھپیڑوں سے ساحل سلامتی پر پہنچنے کے بجائے ڈوبنے کے قریب ہو جاتی ہے) تو اس وقت اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو غائب ہو جاتے ہیں (ایسے موقع پر صرف اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور کشتی کو طوفانی موجوں سے محفوظ کر کے پار کنارے پر لگاتا ہے)

نیز ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ (الانعام ع)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان (مشرکین) سے دریافت کیجیے بھلا یہ تو بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے یا قیامت برپا ہو جائے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ تم اسی (اللہ) کو پکارتے ہو۔ چنانچہ وہ اگر چاہتا ہے تو تمہیں تکلیف اور مصیبت کے پنجہ سے رہائی دیتا ہے۔ ایسے موقعہ پر تم نے جو اس کے شریک بنائے ہوتے ہیں ان کو بھول جاتے ہو۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام ع)

ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ (جب انھوں نے رسولوں کی پیروی نہ کی اور ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تو)

پھر ہم نے ان کو فقر و فاقہ اور تنگدستی اور بیماری میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ عجز و انکساری کا اظہار کریں (لیکن وہ اس طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ) جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا تو اس وقت بھی انھوں نے اپنے عجز و انکساری کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ ان کے دل (پہلے سے بھی زیادہ) سخت ہو گئے (اس کی وجہ یہ ہوئی کہ) شیطان نے ان اعمال کو انھیں نہایت مزین اور خوبصورت دکھلایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے لیے کبھی نماز اور دعا کے ذریعے اور کبھی صرف دعا کے ذریعے بارش طلب کی۔ صلوٰۃ استسقاء اور صلوٰۃ کسوف ان کو خود پڑھائی۔ مشرکوں کے خلاف اللہ سے مدد حاصل کرنے کے لیے نماز میں دعائے قنوت پڑھی۔ خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ آئمہ دین اور مشائخ اسلام نے اسی طریقہ کو اپنایا اور اس پر ہی قائم رہے۔

بنا بریں کہتے ہیں کہ تین باتوں کا کوئی وجود نہیں۔

۱۔ باب النصیریہ۔ ۲۔ منتظر الرافضہ۔ ۳۔ غوث الجہال۔

نصیریہ فرقہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک دروازے سے گزریں گے جو ان کے لیے مخصوص ہوگا اور تمام جہان کا قیام اسی پر موقوف ہے۔ ایسا دروازہ تو ہے لیکن نصیریہ کا دعویٰ کہ ان کے لیے مخصوص ہے اور تمام کائنات کا انحصار اسی پہ ہے غلط ہے۔ اسی طرح محمد بن حسن، جس کا شیعہ انتظار کرتے ہیں، کا دوبارہ دنیا میں آنا اور غوث کا مکہ میں سکونت پذیر ہونا وغیرہ تمام باطل عقائد ہیں اور ان کا کوئی وجود نہیں۔

اسی طرح بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ قطب، غوث ایک جامع الصفات ہستی ہوتا ہے جو اللہ کے اولیاء کی مدد کرتا ہے اور تمام کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کی مثل دیگر امور سب باطل ہیں، جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ تمام اولیاء اللہ کے حالات سے باخبر نہیں تھے اور نہ ان کی اعانت کرتے تھے تو یہ گمراہ، دھوکے باز اور کذاب کیسے پہچان سکتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام اولادِ آدم کے سردار تھے اپنی امت میں سے جن کو دیکھا ان کے سوا کسی کو پہچان نہیں سکیں گے۔ قیامت کے روز وضو کی علامات پیشانی اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی سے پہچانیں گے۔ ان لوگوں میں کتنے اللہ کے

اولیاء ہوں گے جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ بزرگوں اور صلحائے امت کی کیا بات ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو انبیاء کے سردار تھے ان میں سے اکثر کو نہیں جانتے تھے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (المومن ع ۸)

(اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے پہلے ہم نے کئی رسولوں کو مبعوث کیا۔
ان میں سے بعض کے واقعات ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کو نہیں پہچانتے تھے۔ اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے بے خبر تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو سلام کیا تو وہ پوچھنے لگے کہ یہ کس زمین سے سلام آیا ہے یعنی آپ کون ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں موسیٰ ہوں۔

اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا۔

حالانکہ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام سنا ہوا تھا اور ان کی خبر بھی ان کو پہنچی تھی لیکن ان کا آپس میں تعارف اور جان پہچان نہیں تھی اسی لیے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچان نہیں سکے۔ تو جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام تمام اولیاء اللہ کے نقیب ہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ سب کو جانتے ہیں تو یہ سب باتیں غلط ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ (جاری ہے)